ڈاکٹر گل عباس اعوان
پرنسپل گورنمنٹ کامرس کالج، کوٹ سلطان (لیہ)
ڈاکٹر عنایت حسین لغاری
چیئرمین شعبہ سندھی، وفاقی اُردو یونیورسٹی کراچی سندھ

سرائیکی اکھان، لوک دانش کا خزانہ: تحقیقی مطالعہ

SIRAIKI PROVERBS, THE TREASURE OF ENLIGHTENMENT

Abstract

Proverb is the sayings of unknown people, whose time and area, can, also, not be ascertained. These proverbs are like the guiding stars, for its readers. These sayings are not only useful for the people of that age, but also for the coming generations. That is why, all the rich languages have their own proverbs. Siraiki is considered one of the oldest languages of the Indus Valley. It has proverbs in thousands. So it is the need of the hour to read these proverbs and get enlightenment from them. This article introduces number of Siraiki Proverbs. These Proverbs tell us how the meaningful depth has these proverbs. These proverbs show, what is Siraiki culture and its geography? It will also bring the world, in touch with Siraiki culture. This article shows how many cultural values and universal truths are in Siraiki Proverbs.

دانش، معاملات کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی صلاحیت کا نام ہے۔ آسمانی کتابوں میں دانش سے مراد اللہ تعالیٰ کا احترام اور فلاحِ بشر ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب غلامی عام تھی۔ طاقتور کا جبر، روز کا معمول تھا۔ عورت کو واضح طور پر دوسرے یا تیسرے درجے کے مقام پر رکھا جاتا تھا۔ بچوں کی تربیت کے لئے مار پیٹ کو روا سمجھا جاتا تھا۔ ایک عرصہ تک ان مظالم کو رواج سمجھا جاتا رہا۔ پھر انسان مہذب زندگی کی طرف مائل ہوتا چلا گیا۔ مہذب زندگی کی طرف سفر آہستہ روی کا شکار رہا۔ صدیوں کا سفر، انسانوں پر مظالم اور اِن معاشروں کی کہانی ہمیں بائبل میں بھی ملتی ہے۔ جہاں انہیں ''رواج'' سمجھنا، بتایا گیا ہے۔

ماضی میں ہمیں مذہبی پیشواؤں کی طرف سے خطبات کی صورت میں زندگی کو سمجھنے کا درس ملتا نظر آتا ہے۔ صحائف، بہترین مثالوں کی صورت میں، دانش اور آگہی دیتے ہیں۔ ان خطبات، صحائف، یا آسمانی کتابوں میں مثبت اقدار کی ترویج اور منفی اقدار سے نفرت کا درس دیا گیا ہے مگر جب مذہبی سوداگروں نے منافقت کی چادر اُوڑھتے ہوئے قوانین کی لغوی طور پر سختی سے پاسداری کی تو، وہ خود اِس کی روح کی خلاف ورزی کرتے چلے گئے۔

"دانش، معاملاتِ زندگی کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی صلاحیت کا نام ہے۔ "(1)۔ دانش سے مراد ''پہلے بات کو تولو، پھر منہ سے بولو'' ہے۔ دانش سے مراد، اُن نتائج سے آگاہ ہونا ہے جو ہمارے کسی عمل کی صورت میں سامنے آئیں گے۔ دانش کا ایک مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ زندگی کے صحیح راستے کا شعور رکھنا اور پھر بلا خوف و تردد اس صحیح راستے پر گامزن رہنا۔

دانش کے دکھائے ہوئے راستے پر انسان اس لئے عمل کرتا ہے کہ دانش انسان کو اللہ اور فطرت کے قریب کر دیتی ہے۔ دانش ہمیں افراد اور وسیب کے قریب تر کر دیتی ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ دانش کا راستہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہوتا ہے۔ دانش کے دکھائے ہوئے راستوں پر چلنے سے اللہ تعالیٰ، انسان پر خوش ہوتا ہے۔ دانش سے مراد احترامِ آدمیت ہے۔ اس لئے دانش ور، دوسرے انسانوں کے دل جیت لیتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کسی وسیب پر اُس کی لوک دانش ہی حکمرانی کرتی ہے۔ کسی وسیب کی دانش میں، طاقتور اور زبردست لوگوں کے لکھوائے گئے فیصلے شامل نہیں ہوتے بلکہ وسیب کے افراد کے وہ اقوال ہوتے ہیں جن سے ایک پُر امن معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

کسی بھی قوم کی دانش، اُس کے اَکھان، محاورات اور ضرب المثال میں موجود ہوتی ہے۔ کسی بھی قوم اور اُس کی لسانی ترقی کا اندازہ، جہاں اُسکی گرائمر (قواعد) اور لُغت سے لگایا جاتا ہے (2)، وہاں اُس زبان کے اَکھان، محاورات اور اصطلاحیں بھی زیرِ بحث آتی ہیں۔

دانش کا ایک خوبصورت پہلو یہ بھی ہے کہ ہم وسیبی دانش یا لوک دانش پر عمل کر کے، اپنے آپ سے (خود) سے قریب ہو جاتے ہیں۔ اِس سے ہمیں خودی (Self worth) اور اندرونی سکون کا احساس ملتا ہے۔ خودی کا احساس اس لئے جاگتا ہے کیونکہ ہم اپنے ضمیر (انفرادی) اور وسیبی اجتماعی ضمیر (لوک دانش) کے مطابق زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ جس شخص سے خوش ہوتا ہے اُسے حکمت و دانائی کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ میرا یقین ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی وسیب پر خوش ہوتا ہے تو اُس وسیب کو ''لوک دانش'' سے نوازتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دنیاوی دولت قارون و نمرود کی میراث ہے جبکہ علم و حکمت دانش و دانائی، انبیاء و اولیاء کی میراث رہی ہے۔ "لوک دانش

ہمیں پُر امن اور پاکیزہ زندگی گزارنیکا درس دیتی ہے۔"(3)

سرائیکی وسیب بھی صدیوں سے آباد و سیب چلا آرہا ہے۔ یہ وسیب، اسلام کے یہاں پہنچنے سے پہلے بھی آباد تھا۔ یہاں کی اپنی تاریخ تھی۔ اپنی اسطور تھیں۔ دیومالائی تصورات تھے۔ اپنی اقدار تھیں اور یہاں کی لوک دانش اِن اقدار کی آبیاری کر رہی تھی۔ سرائیکی وسیب کی لوک دانش یہاں کے سرائیکی اَکھانڑیں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ اکھانڑ آفاقی خیالات کے حامل ہیں۔ یہ اَکھانڑ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہ وسیب کسی بھی زمانہ میں جاہل نہیں رہا ہے۔

سرائیکی اکھان، سرائیکی وسیب میں زبان زدِ عام ہیں۔ یہ اَکھان علم، عقل اور دانش کا انمول خزانہ ہیں۔ اِن میں زندگی کے سنہری اُصول پنہاں ہیں۔ یہ اَکھان انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یہ اَکھان انفرادی زندگی سے لے کر، موسموں، میلوں اور تقاریب تک کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ دُنیا کی کئی زبانوں کی طرح، سرائیکی زبان میں بھی ہزاروں کی تعداد میں اکھان موجود ہیں۔ اِن اکھانوں کی جمع آوری میں پروفیسر شوکت مغل، امان اللہ کاظم، سردار سعد اللہ خان، بشیر احمد ظامی، بشیر احمد بھائیہ، ڈاکٹر مہر عبدالحق، ظہور احمد دھریجہ اور دیگر سرائیکی دانشوروں کا کام قابلِ ستائش ہے۔

ہر وسیب کی طرح، سرائیکی وسیب میں بھی بے شمار ہنر موجود ہیں۔ یہاں کی اپنی رِیت اور روایت ہے۔ ذات برادری کا اپنا ایک الگ نظام ہے۔ وسیب میں بڑے بزرگ، جہاں اپنے چھوٹوں کو ہنر سکھا رہے ہوتے ہیں، وہاں وہ اُنہیں ذات برادری کی بابت بُنیادی معلومات کے ساتھ اِس خطے کی بصیرت، معرفت اور پرکھ بھی عطا کر رہے ہوتے ہیں۔ دَناوت اور بصیرت سے بھرپور جملے، اکھان، کہلاتے ہیں۔ یہی جُملے، اگر عورت کی زبان سے ادا ہوں تو، پہاکے، کہلاتے ہیں۔ اکھان کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ ہر زمانے میں دہرایا جاتا ہے۔ اس کی تشبیہات اور استعارات تو علاقائی ہوتے ہیں، مگر اُن کا مفہوم آفاقی ہوتا ہے۔ کنایہ اسکی خوبی ہے، سچائی اور تجزیہ، اس کی شناخت ہے۔

اکھان، سوالیہ انداز میں بھی ہوتے ہیں اور بیانیہ بھی۔ کبھی کبھار، اشیاء کے درمیان میں موازنہ کرکے، فرق کو واضح کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات، ضرب المثال کو اُلٹ (twist) کرکے، مطلب واضح کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات قافیہ پیمائی کرکے، تک بندی کے انداز میں بھی اکھان ملتے ہیں۔ بعض اکھانوں میں علامتی انداز بھی پایا جاتا ہے۔ یہ مزاحمت کی ایک صورت تھی، جب بادشاہوں اور جابر قوتوں کے خلاف کُھلے عام مقابلہ ممکن نہیں تھا، تو کنایوں میں بیان کئے گئے اکھان معرضِ وجود میں آئے

قافیہ بندی اور تک بندی کے اکھان، وہ اکھان ہوتے ہیں جن میں ایک جُملہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور دونوں جُملے آپس میں ہم آواز ہوتے ہیں، جیسے اردو میں، "آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا"،

اسی طرز، کے اکھان سرائیکی میں بھی ملتے ہیں۔: "واہ لیہ دی لکھی، منگو مینہ، وَسے مٹی(4)۔" (واہ رے لیہ شہر، تیری قسمت، جب بھی بارش مانگتے ہیں، تو مٹی برستی ہے۔)۔اس مضمون کے اکھان، ہمیں اپنے جغرافیہ سے آشنا کراتے ہیں۔ سرائیکی اکھانوں کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ اِن میں موسموں، فصلوں، مجلسوں، میلوں، پھلوں، سبزیوں، رشتہ داریوں، شہرداریوں اور محلہ داری تک کا ذکر ملتا ہے۔اور اکھانوں کی مدد سے، ان میں پائی جانے والی مثبت اور منفی قدروں کی نشاندہی ہوتی ہے۔

آیئے! چند سرائیکی اَکھانڑ دیکھتے ہیں، جو یہ واضح کرتے ہیں کہ ان اَکھانوں میں کتنی بڑی حقیقتیں پنہاں ہیں: ''وہاج کرے محتاج'' قرض بندے کو محتاج بنادیتا ہے۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ مقروض کس طرح بے چینی و بیقراری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کس طرح آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک آزاد و خود مختار ممالک کی پالیسیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک اور اکھانڑ ملاحظہ فرمایئے۔''بُکھ جھیڑے دی ماء ہے۔'' جیسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ '' Poverty is the mother of evils.'' بھوکا آدمی گھر والوں سے جھگڑتا ہے۔ معاشرے سے جھگڑتا ہے۔اپنے آپ سے جھگڑتا ہے اور بعض اوقات اِن جھگڑوں سے اتنا تنگ آتا ہے کہ سارے جھگڑے ہی ختم کر دیتا ہے۔

ایک سرائیکی اَکھانڑ اس طرح بھی ہے کہ ''زر'' کرے در''۔دولت، اپنا راستہ خود بنا لیتی ہے۔Money makes the mare, go۔اسی سرائیکی اکھانڑ کا ترجمہ لگتی ہے۔مجھے نسیم لیہ مرحوم کا شعر یاد آرہا ہے۔کہتے ہیں۔

دیارِ مصر میں دیکھا ہے ہم نے دولت کو
ستم ظریف، پیغمبر خرید لیتی ہے

دیکھئے، یہ اَکھانڑ آگہی کے کیا کیا در، وا کر رہا ہے۔''یار تے وپار، کٹھے نئیں ٹُردے''۔دوستی اور کاروبار، اکٹھے نہیں چلتے۔انگریزی میں یوں کہتے ہیں۔

"Business is business and a cup of tea is a cup of tea"

دوستی، اپنی جگہ مگر کاروبار کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ ایک اور سرائیکی اکھانڑ اس طرح ہے کہ ''حاکم دی اَکھ نئیں، کن ہوندن''۔حاکم کی آنکھ نہیں، کان ہوتے ہیں۔ جسے یوں بھی کہا جاتا ہے قانون اندھا ہوتا ہے۔

"آئے یار دَھتالی، چِٹے کپڑے، گنڈھوں خالی" (لوگو: خیال کرنا، ایسے لوگ آگئے ہیں، جنہوں نے اُجلے کپڑے تو پہن رکھے ہیں، مگر، اُن کی جیبیں خالی ہیں۔)۔انگریزی میں اس کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

All that giltters is not gold ...(5)

ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ایک سرائیکی شاعر نے کہا ہے کہ :

پتھر، پتھر ہوندے ہِن، مرجان نئیں تھیندے۔۔۔پٹکے بنھ کے شُوم کڈھائیں خان نئیں تھیندے۔(6)

(ہر پتھر، مرجان نہیں ہوتا۔اسی طرح،ہر اونچا شملہ (پٹکا) باندھنے والا شخص، خان، سردار یا، بڑاآدمی نہیں ہوتا)

اکھان عموماً مختصر ہوتے ہیں۔ یہ عموماً سات الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لیکن، کسی اکھان کا سات الفاظ تک محدود رہنا، کوئی ضروری بھی نہیں۔ تاہم، اختصاریت، اسکی نمایاں خوبی شمار ہوتی ہے۔ سرائیکی اکھان ہمیں سرائیکی تہذیب و ثقافت سے آشنا کراتے ہیں۔

"وَٹے اِچ پرنا،وَلدی درتے بِلھا"(وَٹے سَٹے کی شادی کروگے،تو، بیٹی کو، اپنے در، پر بٹھانے کے لئے بھی تیار رہو)۔اس اکھان میں،وَٹے سَٹے کی شادی کے بُرے نتائج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس طرح کی شادی میں،ایک گھر کی اَن بَن،دوسرے خوشحال گھر کو بھی تباہ کردیتی ہے۔

اسی طرح،اکھانوں کی مدد سے، ہم کسی خطے کی مذہبی،سیاسی، اخلاقی، جغرافیائی اور معاشی اقدار کا مطالعہ بھی کر سکتے ہیں۔

ہمارے جغرافیے سے منسلک ایک اکھان ہے:"اَسوں کتیں تھولا کھا، طبیب کولوں مول نہ جا " یعنی اَسوج اور کاتک کے مہینوں میں تھوڑا کھائیں، تاکہ آپ کو ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس نہ جانا پڑے۔ مگر،ان دو، مہینوں میں کم کھانے کی نصیحت، ہمیں مغربی اکھانوں میں نہیں ملتی۔ ہمارے ہاں، بدراں کا مہینہ اگست میں ہوتا ہے۔اِن دنوں بیحد حبس ہوتا ہے۔اِسی لئے کہا جاتا ہے کہ "بدراں، بدبلا، تے ساون ہووے ہا"۔انگریزی میں بھی اِن دِنوں کو، dog daysیعنی مشکل دنوں کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔

حقیقت یہ کہ ہمیں لوک دانش وہ صلاحیت عطا کرتے ہیں، جس کی مدد سے ہم صحیح اور غلط کا فرق محسوس کر سکتے ہیں۔لوک دانش کو خردمندی اور حکمت کے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے۔اس لئے نہ صرف سرائیکی خطے بلکہ برِصغیر کو اس قدر معتبر جانا جاتا تھا کہ ماضی میں کسی کا تو، یہ خیال بھی تھا کہ "کسی خطے کے دانایان کو،احمقانِ ہند" کے برابر سمجھا جاتا تھا"(7).

سرائیکی کے مستعمل اکھان، ہمیں زندگی کی روشن راہوں سے روشناس کراتے ہیں۔اِن اکھانوں میں وادی سندھ کی لوک دانش،اپنی جیتی جاگتی حقیقتوں سمیت موجود ہے۔مشرقی لوگ، رشتوں

کے بندھنوں میں بندھے رہتے ہیں۔اور رشتوں کے نام پر، دھوکا کرنے والے لوگوں سے بھی نبھا کرتے رہتے ہیں۔اس لئے سرائیکی میں کہاجاتاہے کہ "آپنا،اوہو، جیڑھاویلے سر، پکرے "(8). یعنی اپنا وہی ہوتا ہے، جو مشکل کے لمحات میں ساتھ دیتاہے۔یہ اکھان ظاہر کرتاہے کہ خون کے رشتے اپنی جگہ، مگر اصل میں آپ کا خیر خواہ، مخلص اور دوست وہی ہوتاہے، جو، مشکل لمحے میں آپکی پُکار، پر لبیک کہتا ہے اور آپکی مدد کو پہنچتاہے۔

اسی طرح کردار اور قول کی پاسداری کی بابت سرائیکی اکھان ہے کہ " بندہ نئیں راہندا، اُوندی گالھ رہ وینیدی ہے "(9). یعنی انسان تو مر جاتا ہے، مگر اُسکا کردار اور قول زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح کے اکھان جب، شعر و نثر میں استعمال ہوتے ہیں تو زندہ رہنے والی تحریر جنم لیتی ہے۔ انگریزی ادب میں بھی چارلس ڈکنز"(10)اور جارج برنارڈ شا"(11) کے اقوال بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

اکھان کی ایک خوبصورتی، اسکا علامتی انداز ہے۔اکھان میں کنایۃً بھی بات کی جاتی ہے۔استحصالی معاشروں میں، جب حکمرانوں کی طرف سے آزادیٔ تحریر و تقریر پر پابندی عائد ہوتی تھی، تو، بھی لوک دانش، استعاراتی زبان کا پیرہن پہن کر، کسی نہ کسی صورت محوِسفر رہی۔اور اپنا راستہ خود بناتی ہوئی، لوگوں کو زندگی کی روشن راہیں دکھاتی رہی۔

" کھادا پیتا جان دا، جو بچیا سو، خان دا "(11)۔اس اکھان میں بادشاہ کے اس استحصال کی طرف اشارہ کیا گیاہے، جس کے مطابق، جو کچھ آپ نے کھالیا، وہ آپ کا ہوا، باقی جو کچھ بچا، وہ حکمران کا حق ہے، وہ لے جائے گا۔ گویا، آپ اپنے مشکل وقت کے لئے کچھ بچا نہیں سکتے۔

جاوید احسن مرحوم سرائیکی اکھان کو، :"اکھان۔۔۔حکمت دی گھان "(12)..کے نام سے یاد کرتے ہیں۔اُن کے بقول، اکھان، حکمت اور دانائی کا خزانہ ہوتے ہیں۔اُن کے مطابق اکھان میں پانچ اوصاف موجود ہوتے ہیں۔ اختصار۔۔جامعیت۔۔ عام استعمال۔۔حاصلِ تجربہ۔۔ ٹھیٹھ زبان اور اُس کا خوبصورت اظہار۔۔اُن کی کتاب میں درج ایک اکھان ملاحظہ کیجیے۔۔"بیر پکے تے آئے سکے "یعنی جب آپ کے بیر کے درخت پر پھل آتے ہیں تو سب رشتہ دار بھی آجاتے ہیں۔اس اکھان میں اس آفاقی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب آپ کے دن بدلتے ہیں تو لوگ آپ سے اپنے مراسم استوار کر لیتے ہیں۔ جیسے تعلقات بھی، مالی حالات کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

مشرق میں، زر، کی نسبت، رشتوں کی اہمیت زیادہ رہی ہے۔ مشرق آج بھی رشتوں کو انمول شمار کرتاہے۔

"وقت کے دھارے میں بہتے بہتے لوگوں کا کوئی گروہ، چند مقامی یا ذاتی

حقائق وضع کرتا ہے، تاکہ اُن کا تشخص، ثقافت، نظام اور قوت قائم رہے۔ چنانچہ اقدار محض ثقافت کی پیداوار ہیں اور اس حوالے سے لاشعور بھی ثقافت کی دین ہے۔"(13)...

یوں آفاقی اکھانوں کے ساتھ ساتھ، اکھانوں میں مقامی رنگ بھی شامل ہوتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ "رُل گیاں دے کیڑھے جنازے"، جس کا مطلب ہے کہ جو لوگ کسمپرسی میں مر جاتے ہیں۔اُن کی موت کے نہ تو اعلان ہوتے ہیں نہ اہتمام۔۔۔

جب ہم اِن اکھانوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اِن اکھانوں میں سرائیکی وسیب کی اجتماعی لوک دانش پنہاں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا کو، سرائیکی اور وادیِ سندھ کی لوک دانش کا علم ہی نہیں۔ جویندگانِ علم کی تعداد آج بھی بہت زیادہ ہے۔ ہمارے آج کے نوجوانوں کی اپنی زبان کی لوک دانش سے آگاہ کرنا، اہلِ علم کا فرض ہے۔اِن اکھانوں کی ترویج خطے میں امن، رواداری اور برداشت جیسی اقدار کو دوبارہ زندہ کر سکتی ہے۔

حوالہ جات

1) www.google. Wisdom
2) شوکت مُغل۔۔ سرائیکی اکھان۔(جلد دوم)۔۔ جھوک پبلیشرز، ملتان۔مارچ 2004۔۔ص۔05
3) ڈاکٹر گل عباس اعوان۔۔۔ تفہیمات۔۔ جھوک پبلیشرز، ملتان۔2016۔ص۔
4) ڈاکٹر گل عباس اعوان۔۔ سوجھل سویل (کتابی سلسلہ)۔۔۔ جھوک پبلیشرز، ملتان۔۔ص۔
5) Sayyed Saadat Ali Shah..Exploring the world of English. Ilmi Kitab Khana, Lahore...2008.. Page 926.
6) شفقت بزدار۔۔۔ نکھیڑے۔۔ دبستانِ سحر، ڈیرہ غازیخان۔۔ ڈوجھا چھاپہ 2005. ص۔127۔
7) پروفیسر ایم۔ نزیر تشنہ۔۔ نادراتِ اُردو (مرتب) الفیصل ناشران، لاہور۔2011۔۔ص۔136
8) امان اللہ کاظم (مرتب)۔۔ کن بُر۔ عثمان پبلیشرز، لاہور۔..2006 ص۔03
9) امان اللہ کاظم (مرتب)۔۔ کن بُر۔ عثمان پبلیشرز، لاہور۔.2006 ص۔10
10) Goerge Bryan & Wolfgang Meider--he Proverbial Charlis Dicken.N.Y.1997
11) ظہور احمد دھریجہ۔۔ سرائیکی وسیب۔۔ سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان۔2003ء۔ص۔294
12) جاوید احسن۔۔ سرائیکی ثقافت۔۔ سلیمان اکیڈمی، ڈیرہ غازیخان۔1995ء۔ص۔108
13) ڈاکٹر عطش دُرانی۔ادبی نظریہ اور جدید رُجحانات۔(مضمون مشمولہ، خیابان، ششماہی تحقیقی مجلہ) شعبہ اردو جامعہ پشاور، خزاں 2006ء۔ص۔18